ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 01. Jan-March 2026.Page# 4991-5003
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Qisas al Nisa: A Critical Analysis of Historical Background, Intellectual Significance, and Objectives

قصص النساء: تاریخی پس منظر، فکری معنویت اور اغراض و مقاصد کا تنقیدی تجزیہ

Kausar Yasin
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies, Lahore.
kausaryasin4@gmail.com
Dr. Taiyyiba Fatima
Assistant professor, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies, Lahore.

ABSTRACT
Qisas-un-Nisa, along with its semantic dimensions, objectives, and purposes. Qisas-un-Nisa is essentially a narrative genre of literature in which events, characters, and experiences related to women are presented within historical, religious, and social frameworks. The roots of this literary tradition can be traced back to ancient civilizations, particularly Eastern societies and religious texts, where women were sometimes portrayed as sacred beings and at other times positioned on the margins of society.From an intellectual perspective, Qisas-un-Nisa is not merely a collection of historical narratives but reflects a broader ideological system that attempts to define women's existence, their social roles, and moral standing. In these narratives, women are sometimes depicted as symbols of patience, loyalty, and sacrifice, while at other times they are portrayed as metaphors for temptation and trial. This dual representation highlights the internal contradictions within the intellectual framework of the genre.A critical analysis of its aims and objectives reveals that the primary purpose of Qisas-un-Nisa has been moral education, social reform, and the promotion of religious awareness. However, over time, ideological biases, gendered perceptions, and cultural influences became embedded within these narratives. As a result, they often restricted or reshaped the representation of women's actual social roles within specific interpretive frameworks.

***Keyword**: Qisas-un-Nisa, Historical Context, IntellectualSignificance, Gender Representation, Moral Education, Critical Analysis*

موضوع کا تعارف

قصص النساء کا مستند اور جامع مصدر قرآن مجید ہے یہاں جن قصص کا ذکر ملتا ہے انہی کا ذکر حدیثِ نبوی اور تاریخِ اسلامی میں بھی ہے اور قرآن کریم وحی الٰہی ہے، یہ قُربِ خداوندی کا ذریعہ ہے، رہتی دنیا تک کے لیے نسخہ کیمیاء ہے، تمام علوم کا سرچشمہ ہے، یہ ہدایت کا مجموعہ، رحمتوں کا خزینہ اور برکتوں کا منبع ہے، یہ ایسا دستور ہے جس پر عمل پیرا ہو کر تمام مسائل حل کیے جاسکتے ہیں، ایسا نور ہے، جس سے گمراہی کے تمام اندھیرے دور کیے جاسکتے ہیں ایسا راستہ ہے، جو سیدھا اللہ پاک کی رضا اور جنّت تک لے جاتا ہے، اصلاح و تربیت کا ایسا نظام ہے جو انسان کا تزکیہ کرکے یعنی انسان کو پاک کرکے اسے مثالی بنا دیتا ہے، ایسا درخت ہے جس کے سائے میں بیٹھنے والا قلبی سکون محسوس کرتا ہے، ایسا باوفا ساتھی ہے جو قبر میں بھی ساتھ نبھاتا ہے اور حشر میں بھی وفا کا حق ادا کرے گا۔

تاریخی پس منظر

قرآن و حدیث میں مذکور قصص النساء محض روایتی بیانیہ نہیں بلکہ ایک منظم فکری اور اخلاقی نظام کا حصہ ہیں۔ قرآن مجید نے مختلف خواتین کے واقعات کو تاریخی تسلسل کے ساتھ پیش کر کے ان کے کردار، بصیرت اور دینی شعور کو نمایاں کیا، جس سے اسلامی معاشرت میں عورت کے مقام کا تعین ہوتا ہے۔ ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

> قرآن میں بیان ہونے والے واقعات، خصوصاً خواتین سے متعلق قصص، محض ماضی کی داستانیں نہیں بلکہ ایک زندہ اور متحرک ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ ان واقعات میں عورت کے کردار کو ایک فعال اور باوقار حیثیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جہاں وہ ایمان، صبر، قربانی اور حکمت کی مثال بن کر سامنے آتی ہے۔ یہ قصص اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں عورت کو معاشرتی ارتقاء کا ایک اہم ستون تصور کیا گیا ہے۔[1]

مودودی کا نقطۂ نظر قصص نساء کو مقصدی اور اصلاحی تناظر میں دیکھتا ہے، جو اسلامی فکر کی روح سے ہم آہنگ ہے۔ تاہم تنقیدی زاویے سے دیکھا جائے تو ان کی تعبیر زیادہ تر اخلاقی پہلو پر مرکوز رہتی ہے، جس سے بعض اوقات تاریخی اور سماجی پیچیدگیاں پس منظر میں چلی جاتی ہیں۔

سورۃ التحریم کی آیت 12 کی تفسیر میں حافظ عماد الدین امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

> قرآن اور اسلامی تاریخ میں مذکور خواتین کے واقعات امت کے لیے نمونہ اور نصیحت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی ازواج اور دیگر صالح خواتین کے حالات اس لیے بیان کیے گئے ہیں تاکہ ایمان والوں کو صبر، تقویٰ اور اطاعت کی عملی مثالیں فراہم کی جا سکیں۔ یہ قصص نہ صرف دینی رہنمائی دیتے ہیں بلکہ معاشرتی اقدار کو مستحکم کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[2]

ابن کثیر کا انداز روایت اور تفسیر پر مبنی ہے، جس میں قصصِ نساء کو نصیحت آموز مثالوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ تاہم جدید تحقیقی نقطۂ نظر یہ سوال اٹھاتا ہے کہ آیا یہ بیانیہ خواتین کی انفرادی شناخت کو مکمل طور پر ظاہر کرتا ہے یا انہیں محض مثالی کرداروں تک محدود کر دیتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی لکھتے ہیں:

> اسلامی روایات میں خواتین کے واقعات انسانی نفس کی تربیت اور اخلاقی تطہیر کا اہم ذریعہ ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ صالح خواتین کے کردار میں صبر، قناعت اور اخلاص جیسے اوصاف نمایاں ہوتے ہیں، جو نہ صرف عورت بلکہ پورے معاشرے کی اصلاح کا باعث بنتے ہیں۔[3]

غزالی کا زاویہ زیادہ تر روحانی اور اخلاقی ہے، جو قصصِ نساء کو تزکیۂ نفس کے تناظر میں دیکھتا ہے۔ اگرچہ یہ پہلو نہایت مضبوط ہے، لیکن جدید علمی مباحث میں اس پر تنقید کی جاتی ہے کہ اس میں سماجی ڈھانچے اور تاریخی تبدیلیوں کا تجزیہ نسبتاً کم پایا جاتا ہے۔

---

[1] ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، زیر تحت الآیۃ، التحریم 12:66 ادارہ ترجمان القرآن، 5اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور، 1987ء، ج3، ص:120

[2] ابوالفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1999ء، ج3، ص:342

[3] ابوحامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار الکتب العلمیہ، شارع بور سعید، بیروت، لبنان، 2005ء، ج2، ص:712

قصص النساء کی فکری معنویت

قرآن میں بیان کردہ خواتین کے واقعات کو محض روایتی یا تاریخی قصوں کے طور پر نہیں بلکہ ایک اخلاقی-فکری پیغام کے طور پر سمجھنا چاہیے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ یہ قصص انسانی ذمہ داری، اخلاقی انتخاب اور سماجی انصاف کے اصولوں کو واضح کرتے ہیں۔ ان کے مطابق عورت کا کردار قرآن میں ایک فعال اخلاقی ایجنٹ کے طور پر سامنے آتا ہے، جو نہ صرف ذاتی سطح پر بلکہ اجتماعی زندگی میں بھی مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنتی ہے۔ امینہ ودود لکھتی ہیں:

> The narratives of women in the Qur'an highlight the principles of gender equality and human dignity. According to her, these stories should be interpreted beyond patriarchal readings in order to understand women's true autonomy and agency. She views these accounts as an intellectual resource that helps women develop awareness of their identity and rights[4].

> قرآن میں خواتین کے واقعات صنفی مساوات اور انسانی وقار کے اصولوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان کے مطابق قصصِ نساء کو patriarchal تشریحات سے ہٹ کر پڑھنے کی ضرورت ہے، تاکہ عورت کی اصل خود مختاری اور agency کو سمجھا جا سکے۔ وہ ان واقعات کو ایک ایسے فکری وسیلے کے طور پر دیکھتی ہیں جو خواتین کو اپنی شناخت اور حقوق کے شعور تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔

امینہ ودود کی تعبیر جدید نسائی فکر کے مطابق ہے اور خواتین کے کردار کو نئی جہت دیتی ہے۔ تاہم بعض روایتی علماء اس نقطۂ نظر کو مغربی اثرات سے قریب قرار دیتے ہیں اور اسے کلاسیکی تفسیر سے متصادم سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر طارق رمضان لکھتے ہیں:

> In Islamic tradition, the narratives of women reflect a moral and social balance in which women play a pivotal role not only within the family but also in shaping society. He emphasizes the need to reinterpret these narratives in a contemporary context so that women's participation and leadership can be more effectively promoted in modern Muslim societies.[5]

> اسلامی روایت میں خواتین کے قصے ایک اخلاقی اور سماجی توازن کو ظاہر کرتے ہیں، جہاں عورت نہ صرف خاندان بلکہ معاشرے کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ان قصص کو معاصر تناظر میں دوبارہ سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ جدید مسلم معاشروں میں خواتین کی شرکت اور قیادت کو بہتر انداز میں فروغ دیا جا سکے۔

قرآن خود ایک آیت میں داستان گوئی کی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ سورہ طٰہ کی آیت ۹۹ میں ہے کہ قرآن گذشتہ لوگوں کی داستانیں پیغمبر اکرم کے لیے بیان کرتا ہے سورہ یوسف میں بھی حضرت یوسف زلیخا (عزیزِ مصر کی بیوی) کی زندگی کی داستان کو

[4] Amina Wadud, Qur'an and Woman: Rereading the Sacred Text from a Woman's Perspective, Oxford University Press, Great Clarendon Street, Oxford, UK, 1999, p. 43.

[5] Tariq Ramadan, Radical Reform: Islamic Ethics and Liberation, Oxford University Press, New York, USA, 2009, p. 382.

بہترین داستان کہا گیا ہے جو پیغمبر سے بیان کی گئی ہے۔[6] بعض روایات میں خود قرآن کے لیے احسن القصص (بہترین داستان) کی عبارت استعمال ہوئی ہے۔[7] سید محمد باقر نجفی لکھتے ہیں:

> قرآن معارف کو داستان کی شکل میں بیان کرنے میں بہت تاکید کرتا ہے قرآن کا ایک تہائی آیات گذشتہ لوگوں کی اور نزول قرآن کے دور کی داستانوں پر مشتمل ہے قرآن میں آخرت کو بھی داستان کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔[8] قرآنی داستانوں کو قصص القرآن کہا جاتا ہے قصص قصہ کی جمع ہے جس کا مطلب داستانیں ہیں جس میں خواتین کے قصص بھی شامل ہیں۔[9]

قصص النساء میں دو طرح کے قصص ہیں جن کی تقسیم درج ذیل ہے

- قبل از اسلام قصص النساء
- بعثِ کے بعد کے قص النساء

اللہ نے انسان کو مرد و عورت کی صورت پیدا فرمایا تو اس حق کے ساتھ ہی باطل بھی وجود میں آیا، اس باطل نے قیامت تک کیلئے رب سے اختیار مانگا یوں دنیا معرکہ حق باطل میں تبدیل ہوئی لیکن اس معرکہ حق و باطل میں انسان کو شیطان کے بے یارومددگار کرکے سپرد نہیں کیا بلکہ، انبیاء بھیجے، انبیاء کے ذریعے اپنا سچا کلام عطا فرمایا، راہنمائی فرمایا اس رہنمائی کو کسی ایک عرصہ تک محدود نہیں فرمایا بلکہ قیامت کے دن تک اہمیت کا حامل بنایا۔

قصص النساء کی اہمیت

قصص النساء میں مرو عورت کے لئے بے شمار رشد وہدایت کے اصول موجود ہیں ان اصولوں کی اہمیت وافادیت یہ ہے کہ ان سے آج اور آج کے بعد قیامت تک ہر اہل ایمان راہنمائی و عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ یہی مقاصد و اہمیت لئے انبیاء تشریف لائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ ان کا مقصد و مرکز "ہدایت اور حق" کی طرف راہنمائی کرنا تھا۔ دوسری طرف سے شیطان نے بھی چونکہ چیلنج کرر کھا تھا کہ:

> ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ‌ؕ وَلَا تَجِدُ اَكۡثَرَهُمۡ شٰكِرِيۡنَ[10]
>
> پھر ضرور میں ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

---

[6] سید محمد باقر الحکیم، القصص القرآنی، مؤسسۃ دار التعارف للمطبوعات، قم، ایران، 1415ھ، ص:14

[7] ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیہ، قم، ایران، 1417ھ ج9، ص:301

[8] سید محمد باقر حکیم، القصص القرآنی، ص 201

[9] سید صدر الدین بلاغی، قصص القرآن، مؤسسۃ النشر الاسلامی قم، ایران،، 1380ھ ص:14

[10] الاعراف 17:7

اب جب ایک طرف الہامی پیغامِ ربی تھا اور دوسری طرف شیطان کے بہکاوے تھے تو انسان دو گروہوں میں بٹ گیا ایک گروہ تو مخلصین کا تھا جو بچ نکلا جسکے بارے میں قرآن نے واضح فرمایا:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ[11]

بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں

یہ شیطان نے ہی واضح کردیا کہ لوگ دو قسم کے ہوں گے ایک تو وہ جن کو گمراہ کر لوں گا اور دوسرے وہ جو مخلص ہوں گے وہ میرے شکنجے سے بچ نکلیں گے۔ بس یہی تاریخ انسانی کی کشمکش ہے جو آج تک چلی آرہے۔

قصص النساء کے اغراض و مقاصد کا تحقیقی جائزہ

قصص النساء آنے والی انسانیت کیلئے تربیتی نمونے ہیں۔ اس عملی مونے کی ضرورت تب محسوس ہوئی جب خیر و شر کی کشمکش کا آغاز ہوا اسی دن سے اللہ نے انسان کی ہدایت اور حق کی طرف راہنمائی کیلئے سلسلہ انبیاء علیہم السلام شروع فرمادیا اور اس گروہ انبیاء علیہم السلام نے اللہ کے پیغام پہنچانے میں کئی طریقے اختیار کئے جن میں ایک شاندار انداز تربیت ہے کیونکہ انسان کو جب شکوک و شبہاتِ شیطانی گھیرتے ہیں تو اسے کوئی نہ کوئی مثال دے کر جب تک نہ سمجھایا جائے اسے سمجھ نہیں آتی اور اس کا یقین بختہ نہیں ہوتا اور یہی یہی طرزِ حکمت و موعظۃ انبیاء نے اختیار کیا اور یہ بھی اللہ کی طرف سے حکم تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ[12]

"اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعے دعوت دو اور ان سے مجادلہ بھی احسن طریقے سے کرو۔"

قصص النساء قرآن کے ذریعے انسانی کی ہدایت کی طرف راہنمائی کیلئے یہ طریقہ کامیاب تھا یا یوں سمجھئے کہ موعظۃ حسنہ اور حکمت چھپی ہی قصص و تمثیلات میں ہے اس لئے اللہ نے یہ تین اصول عطا فرمائے۔

- 1-حکمت
- 2-موعظۃ حسنہ
- 3-مجادلہ احسن

صاحب تفسیر تیسیر القرآن نے تبلیغ کے لئے داعی کو اس آیت کے تحت تین ہدایات فرمائیں:

حکمت

ان قصص میں حکمت و دانائی ہے اور یہی پہلی ہدایت حکمت ہے "حکمت" کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو موقع محل دیکھ کر دعوت دی جائے۔ یعنی اس وقت دعوت دی جائے جب مخاطب کے دل میں سننے کی خواہش ہو اور وہ سننے کو تیار ہو اور دوسرے جو بات کہی جائے وہ مخاطب کے عقل و فہم کو ملحوظ رکھ کر کی جائے۔

[11] ص 83:38

[12] النحل 125:16

عمدہ نصیحت

ان قصص میں عمدہ نصیحت ہے۔ عمدہ نصیحت سے مراد یہ ہے کہ جو بات آپ کہیں میٹھے اور دلنشیں انداز میں کہیں جو مخاطب کے دل میں اتر جائے۔ عقلی دلیل کے ساتھ ترغیب وترہیب اور جذبات کو اپیل کرنے والی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائیں آپ کے دل میں اس کے لیے تڑپ ہونی چاہیے۔ حتیٰ کہ مخاطب یہ سمجھے کہ آپ فی الواقع اس کے ہمدرد ہیں۔ ایسا نہ ہونا چاہیے کہ آپ مخاطب پر اپنی علمی برتری جتلانے اور اسے مرعوب کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔

شائستہ رویہ

ان قصص میں ایک شائستہ رویہ نظر آتا ہے۔ شائستہ رویہ سے مراد ہے کہ اگر آپس میں دلائل سے بات کرنے کی نوبت آئے تو اس کی بات غور سے سنیں اور اپنی دلیل بھی شائستہ زبان میں پیش کریں اور اس کا مقصد افہام وتفہیم ہو۔ ایک دوسرے کو مات کرنا مقصود نہ ہو۔ اور اگر کج بحثی تک نوبت پہنچ جائے تو پھر بحث کو بند کر دیں۔ کیونکہ اس صورت میں عین ممکن ہے مخاطب ضد میں آکر پہلے سے بھی زیادہ گمراہی میں مبتلا ہو جائے۔ ڈاکٹر عبد اللہ فاروقی لکھتے ہیں کہ : بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو تین ہدایات، حکمت، موعظۃ الحسنہ اور جدال بالاحسن فرمائی ہیں۔ تو یہ سب الگ الگ تین قسم کے لوگوں کے لیے ہیں۔ یعنی مخالفین میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

لوگوں کے تین درجات

1- **اہل عقل ودانش:** ایک تو اہل عقل و خرد ہوتے ہیں جو صرف معقول دلائل سے ہی قائل ہوسکتے ہیں۔ انھیں آپ حکیمانہ انداز میں دلائل سے قائل کرنے کی کوشش کیجئے۔

2- **صاحبِ عقلِ سلیم:** دوسرے وہ لوگ جو زیادہ ذہین تو نہیں ہوتے مگر عقل سلیم رکھتے ہیں ضدی اور ہٹ دھرم نہیں ہوتے۔ انھیں پند و نصیحت اور انذار اور تبشیر سے سمجھائیے۔ یہی چیز ان کے لیے زیادہ موثر ثابت ہو گی۔

3- **ضدی اور ہٹ دھرم لوگ:** تیسرے وہ لوگ جو کج بحث، ضدی اور ہٹ دھرم ہوتے ہیں۔ ان سے آپ کو دلیل بازی سے کام لینا ہو گا۔ الزامی جوابات اور مناظرہ کی صورت بھی پیش آسکتی ہے لیکن ان سے بھی احسن طریقہ سے دلیل بازی کیجئے۔ انھیں صرف حقائق سے آگاہ کرنا آپ کے ذمہ ہے۔ منوا کے چھوڑنا آپ کے ذمہ نہیں۔ اور جب آپ دیکھیں کہ مخاطب کچھ سمجھنے کی بجائے ضد بازی پر اتر آیا ہے تو پھر اس سے اعراض کیجئے۔ اور ایسے لوگوں پر اپنا وقت اور محنت صرف نہ کیجئے۔ اس کے بجائے ان لوگوں کی طرف توجہ فرمایئے جو حق کے متلاشی ہوں۔[13]

متذکرہ بالا لوگوں کی اقسام سے انبیاء علیہم السلام اور انکے کے اہل خانہ کا واسطہ تھا جن کو قصص النساء کے ذریعے پیغامِ حق وہدایت پہنچایا اور یہ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ سیدنا آدم وحواء علیہ السلام سے شروع ہوا اور خاتم الانبیاء، امام الانبیاء محمد الرسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے حرمِ پاک کی خواتین یعنی امہات المؤمنین پر آکر ختم ہوا۔

[13] عبد اللہ فاروقی، ڈاکٹر، دعوتِ دین کے اصول مبادی، زم زم پبلیشرز غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، 2015ء، ص79

ہمہ گیر نصیحت

قصص النساء کی ہمہ گیریت کا اندازہ قرآن مجید میں دی گئی دعوتِ دین سے ہوتا ہے کیونکہ قرآن سارے کا سارا دعوتِ حق پر مبنی اور حق کی حقانیت کو ظاہر کرنے پر ہے اور دعوتِ حق صرف اور صرف دعوتِ دین ہی ہے۔ مفتی عبد اللہ قاسمی قرآن کے اسلوب بیان اور دعوت دین کے درمیان تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں:

"دعوت دین کا عمل جہاں اہمیت اور عظمت کا حامل ہے وہیں یہ ایک نازک اور جوکھم بھرا عمل بھی ہے؛ کیوں کہ دعوت دین اوراشاعت اسلام کا منہج صحیح اور درست ہو تو اس کے فوائد جیسے وسیع، ہمہ گیر اور ہمہ جہتی ہوتے ہیں اسی طرح اگر دعوت اسلام کا منہج غلط اور نادرست ہو تو اس کے نقصانات بھی دوررس اور غیر محدود ہوتے ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ دعوت دین جیسے عظیم الشان فریضہ کے لئے اللہ تبارک وتعالی نے انبیاء کرام کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا، اور خلق اللہ کی اخلاقی وروحانی اصلاح کے لئے ایسے انسانوں کا انتخاب فرمایا جن کے نفوس مزکی اور قلوب مصفی تھے، اور ساتھ ہی یہ قدرتی انتظام فرمایا کہ وحی کا سلسلہ بھی جاری فرمایا؛ تاکہ دعوتی میدان میں وقتاً فوقتاً مفید ہدایات دی جاتی رہیں، ان مفید ہدایات میں ہی قرآن کا اسلوب پنہاں ہے۔"[14]

چونکہ قصصِ قرآن بھی قرآن ہیں اور انکے منہج اسلوب سے مراد قرآن ہی کا منہج اسلوب ہے بلکہ قصص وتمثیلات کا عین منہج و اسلوب یہی ہے کہ ان کے ذریعے حق کی حقانیت کو مثال اور قصہ کی صورت میں واضح کیا جاتا ہے۔

حکمت ودانشمندی

عورتوں کے قصص میں حکمت ودانشمندی کا پہلو نظر آتا ہے کہ کسی بات کو دانشمندانہ انداز میں مثال یا قصہ کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔ قصص قرآنیہ اول میں حکمت و دانش مندی پر مبنی ہے کیونکہ حکمت بہت بڑی دولت ہے، یہ لفظ اپنے جلو میں بے پناہ وسعت رکھتا ہے، آپ ﷺ کی بعثت کے جہاں اور مقاصد ذکر کیے گئے ہیں ان ہی میں سے ایک تعلیم حکمت بھی ہے۔ جس کی نبی پاک ﷺ نے تعلیم دی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[15]

"بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"

قصص وتمثیلاتِ قرآنیہ کے اسلوب کے بارے میں علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

---

[14] عبد اللہ قاسمی، دعوتِ دین میں قرآن کا اسلوب وبیان، مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور، ص 35

[15] عمران 164:3

"الکلام الصواب القریب الواقع من النفس أجمل موقع"[16]

"یعنی حکمت سے مراد وہ بصیرت و شعور ہے جس کے ذریعہ انسان مقتضائے حال کے مناسب کلام کرے"

علامہ آلوسی کے مطابق قصص کی دعوتِ حکمت یہ ہے کہ یہ انسان کی بصیرت اور اس کے شعور کے مطابق کلام کرتا ہے اور موقع ایسا تلاش کرتا ہے کہ مخاطب کی طبع نازک پر اس کی کوئی بات گراں نہ گزرے، (یعنی نرمی کی جگہ نرمی، سختی کی جگہ سختی، اختصار کی جگہ اختصار اور طوالت کی جگہ طوالت اختیار کرے، اور جہاں صراحت کے ساتھ کوئی بات کہنے میں مخاطب کو ناگوار گزرتا ہو تو وہاں اشارے اور کنایات سے گفتگو کرے۔) قصص کے طرز اور اسلوب بیان میں بھی انہیں باتوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

مخاطب کی ذہنی سطح کی رعایت

قصص النساء میں مذاکرات کے وقت مخاطب کی ذہنی سطح اور اس کے علم و فہم کی رعایت کا اسلوب اختیار کیا جاتا ہے خود آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«حدثوا الناس بما یعرفون»[17]

لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق گفتگو کرو۔

یعنی ہر شخص کے ساتھ یکساں گفتگو نہ کرو؛ بلکہ ہر ایک کی ذہنی سطح اور علمی لیاقت کے مطابق گفتگو کرو۔ اسی لئے قرآن مجید کے قصص النساء کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کے قصص میں ہمیشہ مخاطب کی ذہنی سطح کی رعایت کرتا رہا ہے۔

تدریج کا لحاظ

اسلامی تعلیمات میں خواتین کے قصص کو کسی نوعیت کے تحت تدریجاً بیان کیا گیا ہے۔ تدریج کا مطلب یہ ہے کہ مرحلہ وار اسلام کی تعلیمات و ہدایات مخاطب کے سامنے بیان کی جائیں، یکبارگی اسلام کے تمام احکام مخاطب کو سنائے جائیں گے تو وہ پریشان ہو جائے گا۔ عبداللہ قاسمی لکھتے ہیں:

> "قصص القرآن کا اسلوب بیان میں قدم قدم پر مصلحت اور تدریج کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اور قانون سازی کے لئے پہلے ماحول کو سازگار بنانے کا اہتمام کیا گیا ہے، اور طبیعت انسانی میں قبول وطاعت کے شمع کو فروزاں کیا گیا ہے، یہ کون نہیں جانتا کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے شراب اہل عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، آب انگور سے ان کی طبیعت کی تفریح اور ان کے ذوق کی تسکین وابستہ تھی؛ لیکن اسلام نے یکبارگی شراب کو حرام نہیں کیا؛ بلکہ پہلے مسلمانوں میں قبول وطاعت کا جذبہ پیدا کیا، محبت و عرفاں سے ان کے دل کے آتش داں کو گرم کیا، جب مسلمانوں میں طاعت وانقیاد کا جذبہ مضبوط اور مستحکم ہو گیا تو دوسرے مرحلہ میں شریعت نے شراب کے مفاسد اور اس کی خرابیوں کو اجاگر کیا، اور اس کے دوررس گہرے نقصانات سے نوع انسانیت کو روشناس کرایا، جب شراب کی قباحت اور اس کی شناعت انسان کے دل و دماغ میں پیوست ہو گئی تو شریعت نے کلی طور پر شراب کو حرام کر دیا، چوں کہ پہلے ہی مسلمانوں کے

[16] ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی، التفسیر البحر المحیط، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1398ھ ج6، ص:412

[17] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، الرقم الحدیث 127، باب من خص بالعلم قوما دون قوم کراھیۃ لایفھموا، 1/62

دلوں میں اطاعت شعاری اور حکم خداوندی پر مر مٹنے کا جذبہ موجود تھا؛اسی لئے تحریم خمر کا حکم نازل ہوتے ہی مسلمانوں نے منہ سے لگایا ہوا جام وسبو الگ کر دیا،اور شراب کے پیاتوڑ دیئے ،اور جو چیز ان کی زندگی کا جزو لاینفک تھی،ان کے کام ودہن کے لئے لذت بخش تھی،ان کے بزم کی جاں اوران کے دل کا سرور تھی وہی چیز ان کی نگاہوں میں مبغوض اور ناپسندیدہ ہو گئی،اوران کے لئے بلائے جاں اور آفت ایمان ٹھہری۔"[18]

جنت و جہنم کے قصص میں شریعت مطہرہ کی اسی مصلحت اور تدریجی حکم کا تذکرہ ایک روایت میں موجود ہے ،چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

"شروع شروع میں وہ آیات نازل ہوئیں جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے ،حتی کہ جب لوگوں کے دلوں میں اسلام کا نقش بیٹھ گیا تو حلال وحرام کے بارے احکام نازل ہوئے،اگر شروع ہی میں حکم دیا جاتا کہ تم شراب مت پیو تو مسلمان کہتے کہ ہم ہر گز شراب نہیں چھوڑ سکتے،اگر کہا جاتا کہ تم زنا مت کرو تو مسلمان کہتے کہ ہم ہر گز زنا نہیں چھوڑ سکتے۔"[19]

قصص کا اسلوب بیان میں تدریج کا لحاظ رکھا گیا اور اللہ اپنی دعوت ایک تدریج کے ساتھ دی کہ پہلے دعوت دی اپنے نبی بھیجے جیسے موسیٰ کا فرعون کے پاس جانا پہلے اللہ کی دعوت دینا اور پھر مجادلہ کرنا جیسا قرآن میں ہے۔

قصہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون میں سیدہ آسیہ اس کی مثال نظر آتی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو اللہ کی دعوت دی تو تدریج کے ساتھ دی،کہ وہ رب جو تمام جہانوں کا مالک ہے اس کی عبادت کر اس پہ ایمان لا تو اس دعوت کے نتیجے میں موسیٰ علیہ السلام سے مناظرہ اور مجادلہ میں پہل فرعون نے کی اور اسکے ساتھ ساتھ سیدہ آسیہ ایمان لائی۔فرعون و موسیٰ علیہ اسلام کا قصہ یوں قرآن میں مذکور ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت دی جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ[20]

"(موسیٰ علیہ السلام نے) کہا:(وہ) مشرق اور مغرب اور اس (ساری کائنات) کا رب ہے جو ان دونوں کے درمیان ہے اگر تم (کچھ) عقل رکھتے ہو"

فرعون نے کہا

دعوتِ حق کے مقابلہ میں فرعون نے جواب دیا جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ[21]

"(فرعون نے) کہا:(اے موسیٰ!) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں تم کو ضرور (گرفتار کرکے) قیدیوں میں شامل کر دوں گا"

[18] دعوتِ دین میں قرآن کا اسلوب وبیان،ص52

[19] الجمع بین الصحیحین،یحیٰ بن عبد العزیز یحیٰ،دار ابن الجوزی،الرقم الحدیث 3362،ص67

[20] الشعراء28:26

[21] الشعراء29:26

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

پھر موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا چیلنج قبول کرتے ہوئے فرمایا جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ[22]

"(موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا: اگرچہ میں تیرے پاس کوئی واضح چیز (بطور معجزہ بھی) لے آؤں"

فرعون نے کہا

فرعون نے پھر سے چیلنج کیا۔

قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ [23]

"(فرعون نے) کہا: تم اسے لے آؤ اگر تم سچے ہو"

جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو اللہ کی دعوت دی تو تدریج کے ساتھ دی، کہ وہ رب جو تمام جہانوں کا مالک ہے اس کی عبادت کر اس پہ ایمان لا تو اس دعوت کے نتیجے میں موسیٰ علیہ السلام سے مناظرہ اور مجادلہ میں پہل فرعون نے کی اور کہنے لگا کہ کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو اور اس کے بعد مجادلہ کی ضرورت پیش آئی۔

انسانی نفسیات کی رعایت

قصص النساء میں انسانی نفسیات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے ،یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں نفسیات ایک فن کی حیثیت اختیار کر گیا ہے؛اس لئے دعوتی مذاکرات کے وقت مخاطب کی نفسیات کا خیال رکھا جائے، اللہ نے ہمیشہ دعوت دیتے وقت مخاطب کی نفسیات کا خیال رکھا کہ جب تخلیق کی باری آئی تو اللہ نے قرآنی آیات کے بارے میں ہونے والے مجادلہ کو انسانی نفسیات کے مطابق بیان فرمایا کہ اچھا اگر تم کہتے ہو کہ یہ قرآن خود ساختہ ہے تو نفسیاتی تقاضا ہے کہ ایسا پھر تم بھی بنا کر لاؤ، جیسا کہ قرآن میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیقی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے فرمایا:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ[24]

"کیا وہ کہتے ہیں کہ اسے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود گھڑ لیا ہے، آپ فرما دیجئے: پھر تم اس کی مثل کوئی (ایک) سورت لے آؤ (اور اپنی مدد کے لئے) اللہ کے سوا جنہیں تم بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو بلکہ یہ اس (کلام الٰہی) کو جھٹلا رہے ہیں جس کے علم کا وہ احاطہ بھی نہیں کر سکے تھے اور ابھی اس کی حقیقت (بھی) ان کے سامنے کھل کر نہ آئی

---

[22] الشعراء 30:26

[23] الشعراء 31:26

[24] یونس 39:10

تھی۔اسی طرح ان لوگوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں سو آپ دیکھیں کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا"

کفار و مشرکین نے بجائے کلام الہی کو ماننے کے اس کا انکار کر دیا کہ یہ تو کلام الہی ہے ہی نہیں۔جب کفار و مشرکین نے یہ اعتراض کیا تو اللہ نے اسکا جواب دیا۔ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ[25]

"یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اسے اللہ (کی وحی) کے بغیر گھڑ لیا گیا ہو لیکن (یہ) ان (کتابوں) کی تصدیق (کرنے والا) ہے جو اس سے پہلے (نازل ہو چکی) ہیں اور جو کچھ (اللہ نے لوح میں یا احکام شریعت میں) لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس (کی حقانیت) میں ذرا بھی شک نہیں (یہ) تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے"

قصص النساء کے منہج و اسلوب بیان میں انسانی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے جواب دیا کہ یہ کلام اللہ ہی ہے اور اس کی دلیل بھی دی کہ دلیل یہ ہے کہ یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔یہ ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے نازل فرمائیں ہیں اور جو کچھ اللہ نے لوح میں یا احکام شریعت میں لکھا ہے اس کی تفصیل ہے،اس کی حقانیت میں ذرا بھی شک نہیں یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے اور یہ واقعی کلام الہی ہے اس پر تفصیل وضاحت آخر میں۔اس کے بعد اللہ نے اہل باطل کو چیلنج کیا کہ اگر یہ خود ساختہ ہے تو پھر اس جیسی ایک آیت ہی بنالاؤ۔

موعظت حسنہ

قصص النساء کے منہج و اسلوب بیان میں موعظت حسنہ بھی ہے،موعظت حسنہ سے مراد یہ ہے کہ دعوتی و اصلاحی عنوان پر گفتگو کرتے وقت داعی میں ہمدردی اور خیر کا عنصر غالب ہو،حق بات کو اچھے اور موثر انداز میں مخاطب کے سامنے پیش کیا جائے،حضرت موسی وحضرت ہارون علیہما الصلاۃ والسلام کو جب فرعون کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تو انہیں یہ ہدایت دی گئی کہ اس سے نرم بات کرو۔ارشادِ ربانی ہے:

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي اذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَنْ يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَى قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى[26]

"اور (اب) میں نے تمہیں اپنے (امر رسالت اور خصوصی انعام کے) لئے چن لیا ہے تم اور تمہارا بھائی (ہارون) میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک وہ سرکشی میں حد سے گزر چکا ہے سو تم دونوں اس سے نرم (انداز میں) گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا (میرے غضب سے) ڈرنے

[25] یونس 37:10

[26] طہ 44:20

لگے دونوں نے عرض کیا: اے ہمارے رب! بیشک ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے (گا) یا (زیادہ) سرکش ہو جائے (گا) ارشاد فرمایا: تم دونوں نہ ڈرو بیشک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں (سب کچھ) سنتا اور دیکھتا ہوں"

یہاں پر اللہ نے اپنے انبیاء علیہما السلام کو خاص ہدایات کی کہ۔ ارشادِ ربانی ہے:

اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى [27]

"تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک وہ سرکشی میں حد سے گزر چکا ہے سو تم دونوں اس سے نرم (انداز میں) گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا (میرے غضب سے) ڈرنے"

آج جن لوگوں کے ساتھ دعوتی واصلاحی پہلو پر مجادلہ کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ فرعون سے زیادہ گمراہ نہیں، اور ہم میں سے کوئی موسی وہارون علیہما السلام کے برابر مکرم اور قابل احترام نہیں، تو ہمیں یہ کیسے حق حاصل ہو گا کہ دعوت دین کے وقت سخت اور درشت لہجہ اختیار کریں، یا کوئی ایسا عنوان اختیار کریں جس سے مخاطب کی دل آزاری ہو یا اس کی حیثیت عرفی مجروح ہو۔

لطف و نرمی

قصص النساء کے منہج و اسلوب بیان میں لطف اور نرمی کو اختیار کیا ہے، حتی کہ ان حالات اور مواقع میں بھی جہاں ایک انسان غصہ اور اشتعال میں آجاتا ہے، اور درشت لہجہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے۔

"ایک دیہاتی مسجد نبوی کے ایک کونہ میں پیشاب کرنے لگا، مسجد میں موجود لوگوں نے ہنگامہ کھڑا دیا، اور اس کو برا بھلا کہنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خاموش کیا، حتی کہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو پانی چھڑک کر صاف کرنے کا حکم دیا، اور اس اعرابی کو بلا کر نہایت نرم لہجہ میں کہا: مسجد پیشاب کرنے کی جگہ نہیں ہے، مسجد میں تو اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور نماز ادا کی جاتی ہے، اس اعرابی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کہتے ہیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مجھے ڈانٹا اور نہ ہی برا بھلا کہا۔"[28]

قرآن کا بھی یہی اسلوب رہا جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ﴾[29]

"تم دونوں اس سے نرم (انداز میں) گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے"

یہاں پر بھی قصص النساء کے منہج و اسلوب بیان میں لطف اور نرمی کو اختیار کیا گیا ہے، اور ان حالات اور مواقع میں بھی جہاں ایک انسان غصہ اور اشتعال میں آجاتا ہے وہاں پر اللہ نے موسیٰ وہارون علیہما السلام کو نرم لہجے کا حکم دیا ہے۔

---

[27] طٰہٰ 20:44

[28] ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، الرقم الحدیث: 529، دار الرسالۃ العالمیۃ بیروت، لبنان، 1430ھ ج 2، ص: 67

[29] طٰہٰ 20:44

احسن مباحثہ

قصص النساء میں تو دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت حسنہ، تاہم کبھی کبھی دعوتی واصلاحی پہلو پر مذاکرات میں ایسے لوگوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو شکوک واوہام میں مبتلا ہوتے ہیں، ہٹ دھرمی، ضد اور عناد ان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے، ایسے لوگوں سے بحث ومباحثہ ناگزیر ہو جاتا ہے، دلائل ایسے پیش کیے جائیں جو مخاطب کو بآسانی سمجھ میں آسکیں، دلیل میں وہ مقدمات پیش کیے جائیں جو مشہور و معروف ہوں جس سے مخاطب کے شکوک وشبہات رفع ہوں، اور قبول وطاعت کا صالح جذبہ ان میں بیدار ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ[30]

"اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ذریعے دعوت دو اور ان سے مجادلہ بھی احسن طریقے سے کرو۔"

یہاں پر قرآن کی تعلیمات اندھا دھند اپنے مؤقف کو ٹھونس دینے کا حکم نہیں دیتی بلکہ حق کا ظاہر کرنے کیلیے تین اصول دئے جا رہے ہیں اور یہی قصص النساء کے منہج واسلوب میں بھی انداز ہے۔ پہلی ہدایت حکمت ہے "حکمت" کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو موقع محل دیکھ کر دعوت دی جائے۔ یعنی اس وقت دعوت دی جائے جب مخاطب کے دل میں سننے کی خواہش ہو اور وہ سننے کو تیار ہو اور دوسرے جو بات کہی جائے وہ مخاطب کے عقل وفہم کو ملحوظ رکھ کر کی جائے۔ قصص النساء میں عمدہ نصیحت کا پہلو ہے۔ عمدہ نصیحت سے مراد یہ ہے کہ جو بات آپ کہیں میٹھے اور دلنشیں انداز میں کہیں جو مخاطب کے دل میں اتر جائے۔ عقلی دلیل کے ساتھ ترغیب وترہیب اور جذبات کو اپیل کرنے والی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائیں آپ کے دل میں اس کے لیے تڑپ ہونی چاہیے۔ حتیٰ کہ مخاطب یہ سمجھے کہ آپ فی الواقع اس کے ہمدرد ہیں۔ ایسا نہ ہونا چاہیے کہ آپ مخاطب پر اپنی علمی برتری جتلانے اور اسے مرعوب کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔ قصص النساء میں شائستہ رویہ اختیار کرتے ہوئے کلام کیا گیا ہے۔ شائستہ رویہ ہے کہ اگر آپس میں دلائل سے بات کرنے کی نوبت آئے تو اس کی بات غور سے سنیں اور اپنی دلیل بھی شائستہ زبان میں پیش کریں اور اس کا مقصد افہام وتفہیم ہو۔ ایک دوسرے کو مات کرنا مقصود نہ ہو۔ اور اگر کج بحثی تک نوبت پہنچ جائے تو پھر بحث کو بند کر دیں۔ کیونکہ اس صورت میں عین ممکن ہے مخاطب ضد میں آکر پہلے سے بھی زیادہ گمراہی میں مبتلا ہو جائے۔

---

[30] النحل 125:16

خلاصہ تحقیق

قصص النساء کے فکری و تاریخی تناظر، اس کی معنوی جہات اور اس کے مقاصد و اغراض کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتی ہے۔ قصص النساء دراصل وہ بیانیہ ادب ہے جس میں خواتین سے متعلق واقعات، کرداروں اور تجربات کو تاریخی، مذہبی اور سماجی حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس صنفِ ادب کی جڑیں قدیم تہذیبوں، بالخصوص مشرقی معاشرت اور مذہبی متون میں پیوست ہیں، جہاں عورت کو کبھی تقدیس اور کبھی سماجی حاشیے کے تناظر میں پیش کیا گیا۔

تاریخی پس منظر کے اعتبار سے قصص النساء کی روایت کو اسلامی، فارسی اور جنوبی ایشیائی ادبیات میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ اسلامی روایت میں حضرت حواؑ، حضرت مریمؑ اور دیگر صالح خواتین کے قصص نے اخلاقی و روحانی تربیت کا ذریعہ فراہم کیا، جبکہ بعد کے ادوار میں یہ بیانیہ صوفیانہ اور اخلاقی رنگ اختیار کرتا گیا۔ فارسی اور اردو ادب میں یہ قصے زیادہ تر نصیحتی اور اصلاحی مقاصد کے لیے استعمال ہوئے، جس میں عورت کے کردار کو یا تو مثالی پیش کیا گیا یا عبرت کا نشان بنایا گیا۔ فکری معنویت کے لحاظ سے قصص النساء محض تاریخی بیانات نہیں بلکہ ایک فکری نظام کی عکاسی کرتے ہیں جو عورت کے وجود، اس کے سماجی کردار اور اخلاقی مقام کو متعین کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان قصص میں عورت کو کبھی صبر، وفا اور قربانی کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا اور کبھی فتنہ و آزمائش کے استعارے کے طور پر۔ یہی دوہرا تصور اس صنف کے فکری تضادات کو واضح کرتا ہے۔

اغراض و مقاصد کے تنقیدی تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قصص النساء کا بنیادی مقصد اخلاقی تربیت، سماجی اصلاح اور مذہبی شعور کی بیداری رہا ہے۔ تاہم وقت کے ساتھ ساتھ ان قصص میں نظریاتی جھکاؤ، صنفی تعصبات اور ثقافتی ترجیحات بھی شامل ہوتی گئیں، جنھوں نے عورت کے حقیقی سماجی کردار کو محدود یا مخصوص سانچوں میں ڈھال دیا۔ یہ تحقیق اس امر کو واضح کرتی ہے کہ قصص النساء کو محض روایتی بیانیہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اسے ایک فکری اور سماجی دستاویز کے طور پر دیکھا جانا چاہیے، جو اپنے عہد کی تہذیبی، مذہبی اور فکری ساخت کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

مصادر و مراجع

- القرآن، کلام اللہ تعالیٰ،
- ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، دار الکتب العلمیہ، شارع بور سعید، بیروت، لبنان، 2005ء
- ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی، التفسیر البحر المحیط، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1398ھ
- ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، دار ابن کثیر، بیروت، لبنان، 1422ھ
- ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، الرقم الحدیث:529، دار الرسالۃ العالمیۃ بیروت، لبنان،، 1430ھ
- ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، زیر تحت الآیۃ، التحریم 12:66 ادارہ ترجمان القرآن، اچھرہ، لاہور، 1987ء
- ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الفکر، بیروت، لبنان، 1999ء
- سید صدر الدین بلاغی، قصص القرآن، مؤسسۃ النشر الاسلامی قم، ایران،، 1380ھ
- سید محمد باقر الحکیم، القصص القرآنی، مؤسسۃ دار التعارف للمطبوعات، قم، ایران، 1415ھ
- عبد اللہ فاروقی، ڈاکٹر، دعوتِ دین کے اصول مبادی، زم زم پبلیشرز غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، 2015ء
- عبد اللہ قاسمی، دعوتِ دین میں قرآن کا اسلوب و بیان، مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور س،ن۔
- ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیہ، قم، ایران، 1417ھ
- Amina Wadud, Qur'an and Woman: Rereading the Sacred Text from a Woman's Perspective, Oxford University Press, Great Clarendon Street, Oxford, UK, 1999, p. 43.
- Tariq Ramadan, Radical Reform: Islamic Ethics and Liberation, Oxford University Press, New York, USA, 2009, p. 382.